بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

الفضل ربوہ

روزنامہ ۱۹۱۳ء

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

بجز اتوار

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۴۰ پیسے

جلد ۶۸/۳۳ | ۲۶ شعبان ۱۳۹۹ھ ؍ ۲۲ وفا ۱۳۵۸ ہش ؍ ۲۲ جولائی ۱۹۷۹ء | نمبر ۱۶۵

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۲ وفا (جولائی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم امیر مقامی صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے نام موصول ہونیوالی اطلاع مظہر ہے کہ:۔
طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمد للہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو اپنی حفظ و امان میں ہر طرح خیر و عافیت سے رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے ۔ آمین

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت بلڈ پریشر کے عارضہ اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے ۔

احباب جماعت بالالتزام دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے ۔ آمین

ربوہ ۲۰ وفا (جولائی) آج یہاں مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ محترم امیر مقامی صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی ہدایت پر ناظر اصلاح و ارشاد مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے پڑھائی ۔ نماز سے قبل آپ نے ماہِ صیام کی آمد آمد کے پیشِ نظر احباب جماعت کو تلقین کی کہ وہ اس مقدس مہینے کا استقبال کرنے کے لئے خود کو تیار کرلیں ۔ آپ نے آیت قرآنی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ

(البقرہ آیت ۱۸۴)

کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ ماہِ صیام کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان تقویٰ کی زندگی بسر کریں اور اپنے گناہ بخشوائیں ۔ اپنے بھائی کی خاطر اپنے حق کو چھوڑ دینے کی صفت یعنی ایثار اپنے اندر پیدا کریں اور خدا کو پانے کی تڑپ کی جستجو میں دعائیں کریں کیونکہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ :۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ

(البقرہ : ۱۸۷)

یعنی مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا سنوں گا ۔ اس لئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس ماہ میں اسلام کے عالمی غلبے کے لئے ، امام وقت کے لئے ، خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے لئے اپنے اہل و عیال کے لئے ، کارکنانِ جماعت کے لئے اور پوری دنیا کے لئے خدا کے حضور دعا کریں ۔ مکرم مولانا نے فرمایا کہ اس ماہ میں قرآن مجید نازل ہوا تھا اور اسی ماہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دو آسمانی نشان یعنی کسوف و خسوف ظاہر ہوئے ۔ آپ نے فرمایا کہ (باقی صـ۸ پر)

بحرِ حکمت کے موتی جوامع الکلم جواہر الکلام

آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہو جانا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے

آخرت کا ڈر انسان کو خائف کر کے معرفت کے چشمہ کی طرف لیجاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ (انعام آیت ۱۳)

ترجمہ :۔ اُن سے پُوچھ کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے (تو ہی ان کو) کہہ دے اللہ کا ۔ اس نے اپنے نفس پر رحمت لازم کر چھوڑی ہے ۔ وہ تم کو قیامت کے دن تک جمع کرتا چلا جائے گا ۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈال دیا وہ (اس بداعمالی کی وجہ سے) ایمان نہیں لائیں گے ۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَیْنِ فِی الدُّنْیَا قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ یُّمْشِیَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

(مشکوٰۃ جلد چہارم کتاب الفتن باب الحشر)

ترجمہ :۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کافر اپنے چہرے کے بل قیامت کے دن کس طرح لایا جائے گا ۔ آپ نے فرمایا کیا وہ ذات جس نے اُس کو دنیا میں دو پاؤں پر چلایا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ قیامت کے روز اُسے مُنہ کے بل چلا کر لائے ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

” شیطان کے وساوس بہت ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک وسوسہ اور شبہ جو انسانی دل میں پیدا ہو کر اُسے خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ کر دیتا ہے آخرت کے متعلق ہے کیونکہ تمام نیکیوں اور راستبازیوں کا بڑا بھاری ذریعہ منجملہ دیگر اسباب اور وسائل کے آخرت پر ایمان بھی ہے ۔ اور جب انسان آخرت اور اس کی باتوں کو قصہ اور داستان سمجھے تو سمجھ لو کہ وہ ردّ ہو گیا اور دونوں جہانوں سے گیا گزرا ہوا ۔ اس لئے کہ آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترساں بنا کر معرفت کے سچے چشمہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خدا ترسی کے حاصل نہیں ہو سکتی ۔ پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے ۔ “

(ملفوظات جلد اوّل صـ۵۱-۵۲)

پبلشر : مسعود احمد ؛ پرنٹر : سید عبدالحی ؛ مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت : دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۲۶ شعبان ۱۳۹۹ھ
۲۲ وفا ۱۳۵۸ ہش
۲۳ جولائی ۱۹۷۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنگل کی آگ کی طرح پھیلنے والی ایک خطرناک وبا

اِس زمانہ میں دُنیا کی آبادی کو بالعموم دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک وہ جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں اور ایک وہ جو مرے سے اُس کی ہستی کے قائل ہی نہیں۔ سمجھا یہ جاتا ہے کہ آج بھی دُنیا میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اِس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اِس کائنات کا خالق و مالک ایک خدا ہے اور وہی پرستش کے لائق ہے۔ وہ تمام لوگ جو کسی نہ کسی مذہب کے پیرو ہیں انہیں اِس گروہ میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ چونکہ دُنیا میں اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے جو کسی نہ کسی مذہب کی طرف منسوب ہوتے ہیں اِس لئے کہا یہ جاتا ہے کہ آج بھی دُنیا میں اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں اور فلاسفر کی پیروی کرنے والے منکرینِ خدا اقلیت میں ہیں۔

بادی النظر میں یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقتِ حال یہ نہیں ہے اِسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُنیا میں پائے جانے والے اِس عام نظریہ سے اختلاف کرتے ہوئے بڑی شد و مد کے ساتھ اِس رائے کا اظہار فرمایا ہے کہ اِس کرہ ارض پر دہریت کا غلبہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرنے والوں کے مقابلہ میں اس کی ہستی کا انکار کرنے والے بہت زیادہ تعداد میں ہیں حتیٰ کہ دونوں کی تعداد میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ اِس کی آپؑ نے ایک بڑی محکم دلیل دی ہے اتنی محکم کہ اس کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جب ایک دفعہ آپ کی مجلس میں اِس امر کا ذکر آیا کہ خدا تعالےٰ کو ماننے والوں کی تعداد اِس گئے گزرے زمانہ میں بھی زیادہ ہے اور اُس کی ہستی کو نہ ماننے والے اقلیت میں ہیں تو آپ نے اِس سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"(یہ تو صحیح ہے کہ) دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو خدا کو مانتے ہیں اور دوسرے وہ جو نہیں مانتے اور دہریہ کہلاتے ہیں (لیکن) جو مانتے ہیں ان میں بھی دہریت کی ایک رگ ہے کیونکہ اگر وہ خدا کو کامل یقین کے ساتھ مانتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اِس قدر فسق و فجور اور بے حیائی میں ترقی ہو رہی ہے۔ ایک انسان کو مثال کے طور پر سنکھیا یا سٹرکنیا دیا جاوے جبکہ اُس کو اِس بات کا علم ہے کہ یہ زہر قاتل ہے تو وہ اُس کو کبھی نہیں کھائے گا خواہ اِس کے ساتھ تم اسے کس قدر بھی لالچ روپے کا دو۔ اِس لئے کہ اُس کو اِس بات کا یقین ہے کہ مَیں نے اِسے کھایا اور ہلاک ہؤا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے پھر بھی اِس زہر کے پیالے کو پی لیتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں، زنا کرتے ہیں، دُکھ دینے کو تیار ہو جاتے ہیں، بارہ بارہ آنے یا ایک روپے کے زیور پر معصوم بچوں کو مار ڈالتے ہیں۔ اِس قدر بے باکی اور شرارت و شوخی کا پیدا ہونا سچے علم اور پورے یقین کے بعد تو ممکن نہیں۔ اِس سے معلوم ہؤا کہ ان کو ہرگز یہ معلوم نہیں کہ یہ بدی کا زہر ہلاک کرنے میں سنکھیا یا سٹرکنیا کے زہر سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر اُن کا ایمان اِس بات پر ہوتا کہ خدا ہے اور وہ بدی سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی پاداش میں سخت سزا ملتی ہے تو گناہ سے بیزاری ظاہر کرتے اور بدیوں سے ہٹ جاتے۔ لیکن چونکہ گناہ کی زندگی عام ہوتی جاتی ہے اور بدی اور فسق و فجور سے نفرت کی بجائے محبت بڑھتی جاتی ہے اِس لئے مَیں یہی کہوں گا اور یہی سچ ہے کہ آج کل دہریت پھیلا ہؤا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ایک گروہ زبان سے کہتا ہے کہ خدا ہے مگر مانتا نہیں اور دوسرا گروہ صاف انکار کرتا ہے۔ حقیقت میں دونوں ملے ہوئے ہیں۔" (ارشادات ۱۹ر اپریل ۱۹۰۱ء بحوالہ الحکم جلد ۱۲)

اِس کے بعد حضور علیہ السلام نے حقیقی ایمان باللہ اور اُس کی انقلاب انگیز تاثیرات پر بہت وجد آفریں انداز میں روشنی ڈالی اور اِس ضمن میں فرمایا:۔

"خدا خوب جانتا ہے کہ اِس زمانہ میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی۔ کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اِس (یعنی معرفتِ الٰہی کی) منزل تک انسان کو پہنچا دے اور یہ فطرت اس میں پیدا کرے۔ ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کر سکتے۔ یہ بلا عام ہو رہی ہے اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے بلکہ ملائکہ کا مسجود ہو جاتا ہے، نورانی ہو جاتا ہے۔"

(ایضاً)

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ جب دہریت جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی چلی جائے اور بھی ظاہری تدبیر سے اس پر قابو پانا ممکن نہ رہے تو اس آگ کو بجھانے اور دُنیا والوں کو ہولناک تباہی سے بچانے کا خدا تعالیٰ خود انتظام کرتا ہے اور وہ انتظام یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے ایک بندہ کو کھڑا کرتا ہے جو نہ صرف اس آگ کو بجھاتا ہے بلکہ لوگوں کو حقیقی ایمان باللہ سے متصف کر کے انہیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر لا ڈالتا ہے۔ اِس طرح وہ زمانہ پھر آجاتا ہے کہ دہریت کے کلّی طور پر معدوم ہو جانے سے دُنیا اللہ ہی اللہ پکارنے لگتی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"غرض جب اِس قسم کا زمانہ دُنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت باقی نہیں رہتی اور تباہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں، خدا کا خوف اُٹھ جاتا ہے اور خدا کے حقوق بندوں کو دئے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ اُس وقت ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دے کر مامور فرماتا ہے۔ اُس پر لعن طعن ہوتا ہے اور ہر طرح اُس کو ستایا جاتا اور دُکھ دیا جاتا ہے لیکن آخر وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا اور دُنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے۔ اِسی طرح اِس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا اور اپنی معرفت کا نور مجھے بخشا ...

مَیں سچ کہتا ہوں کہ اِس وقت آسمان باتیں کر رہا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ زمین کے رہنے والوں میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جس طرح سے ہر ایک بادشاہ طبعاً چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو اِسی طرح منشاءِ الٰہی اِس وقت یونہی ہو رہا ہے کہ اُس کی عظمت و جبروت کا اہلِ دُنیا کو علم ہو اور وہ خدا جو پوشیدہ ہو رہا ہے دُنیا پر اپنا ظہور دکھائے۔ اِس لئے اُس نے اپنا ایک مامور بھیجا تا کہ دُنیا کا جذام جاتا رہے۔" (ایضاً)

چونکہ خدا تعالیٰ کی قدیم سُنّت کے موافق آپ کی بھی شدید مخالفت کی گئی اور اب تک کی جا رہی ہے لیکن آپ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر مخالفت کے بالآخر ختم ہونے، دہریت کے مٹنے اور حقیقی ایمان باللہ کے غالب آنے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے عین وقت پر ہماری دستگیری کی اور مخلوق پر رحم فرمایا۔ چونکہ خود اس نے ایک غیر معمولی ہمّت اور استقلال ہم کو دیا ہے جو اپنے ماموروں کو ہمیشہ دیا کرتا ہے اِسی لئے اس قوت اور طاقت کی وجہ سے ہم نہیں تھکتے اور یہ ساری مخالفتیں جو اِس وقت کی جاتی ہیں ایک وقت آتا ہے کہ ان کا نام و نشان مٹ جاوے گا اور ہم امیدوار ہیں کہ وہ زمانہ آنے والا ہے۔" (ایضاً)

سو یہ ایک حقیقت ہے کہ انتہائی شدید مخالفت کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کے ذریعہ دُنیا کے ہر ملک اور ہر علاقہ میں ایسے باخدا انسانوں کی جماعتیں معرضِ وجود میں آچکی ہیں جو اگرچہ پہلے خدا کی ہستی کے قائل نہیں تھے لیکن اب وہ اِس قوت اور یقین کے ساتھ اُس کی وراء الورا ہستی اور غیر محدود قدرتوں پر ایمان لائے ہیں کہ گناہ کے زہر سے ان کے وجود بالکل پاک ہو چکے ہیں، ان کی فطرت اور سرشت میں ایسی تبدیلی آئی ہے کہ گویا ان کے نفس پر موت وارد ہونے سے انہیں ایک نئی زندگی نصیب ہوئی ہے، گناہ میں لذت پانے کی بجائے ان کے دلوں میں اس سے نفرت پیدا ہو چکی ہے اور تمام تر راحت وہ اب خدا اور اس کے احکام کی بجا آوری میں ہی پاتے ہیں۔ دس بیس یا سو پچاس نہیں بلکہ یورپ، امریکہ اور افریقہ میں لاکھوں انسانوں کی زندگیوں میں یہ خوشکن انقلاب رونما ہو چکا ہے اور ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ اقوامِ عالم کی غالب اکثریت اُنہی کے رنگ میں رنگین نظر آئے گی اور یہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری تبلیغی ڈائری کے بعض دلچسپ اوراق

افریقہ کی ایک غیر اسلامی قبائلی رسم جسے احمدیت نے ختم کیا

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم۔ اے سابق مبلغ انچارج سیرالیون

کسی زمانہ میں سیرالیون (مغربی افریقہ) کے ضلع مابونٹو (MABONTO) اور دیگر قریبی اضلاع کے بعض مشرک قبائل کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کے چیف اور سردار کو کسی صورت اور کسی حال میں بھی اپنا چہرہ شیشہ یا کسی چمکدار چیز میں نہیں دیکھنا چاہیئے اور جو ایسا کرتا ہے وہ ضرور کسی حادثے کا شکار ہوکر جلد ہلاک ہوجاتا ہے۔ یا طبعی موت اسے کسی نہ کسی صورت میں "آناً فاناً" آدبوچتی ہے چنانچہ سیرالیون میں احمدیہ مشن کے ابتدائی زمانہ میں بعض مشرک چیف اور قبائلی سردار بھی باوجود اسلام قبول کرلینے کے اس جاہلی اور مشرکانہ رسم یا عقیدے کو کلیتہً نہ چھوڑ سکے تھے اگرچہ اب وہاں بفضل خدا احمدیت کے اثر و نفوذ کی وجہ سے نہ صرف نومسلم احمدی بلکہ خود مشرک لوگ بھی اس قسم کے عقائد و رسوم سے بیزار ہوچکے ہیں۔

چیف کے ناک میں سونے کا زیور ان ریاستوں کے پیراماؤنٹ چیفوں کی ایک خاص نشانی یہ بھی ہوا کرتی تھی۔ کہ ان کے ناک کے اندرونی پردے کو چھید کر وہاں بالی کی طرح کا ایک بوجھل اور زرق برق سونے کا زیور ڈالا جاتا تھا جو گھر سے باہر نکلنے پر انہیں ضرور پہننا ہوتا تھا۔

سردار محمد بشیر تقی مرحوم کا ذکر خیر نومبر ۱۹۴۶ء میں ایک مرتبہ اس عاجز کو ضلع مابونٹو کی ایک ریاست کے مرکزی قصبہ ماتوتوکا MATOTOKA میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں آٹھ دس روز کے لئے ٹھہرنا پڑا اس زمانہ میں اس ریاست کے پیراماؤنٹ چیف بائی کفرے (BAIKAFARE) نامی ایک نوجوان تھے وہاں کے ایک نہایت ہی مخلص اور مخیر متقی سردار محترم محمد بشیر تقی مرحوم کے بڑے صاحبزادے تھے ان کی ناک میں بھی وہ طلائی زیور ہمیشہ نتھنے میں آتا تھا۔ وہاں احمدیہ مسجد کے لئے زمین اور سب عمارتی سامان جناب محمد بشیر تقی صاحب نے ہی مہیا کیا تھا۔ لیکن افسوس کہ وہ اس مسجد احمدیہ کی تکمیل سے پہلے ہی بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ تقی مرحوم حقیقی معنوں میں اسلامی اخلاق و روایات کے پیکر اور ایک مثالی احمدی تھے۔ مگر افسوس وہ بطور پیراماؤنٹ چیف ریاست کا چارج لینے سے دو روز پہلے وفات پاگئے شاید اللہ تعالیٰ نے انہیں ریاست کی مشرکانہ رسوم وغیرہ سے بچانے کے لئے اپنے پاس بلالیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے۔ آمین

چیف بائی کفرے کا مبلغین کرام سے تعاون پیراماؤنٹ چیف بائی کفرے گو اپنے باپ سے لمبا عرصہ دور رہے۔ اور فوجی ملازمت کی وجہ سے احمدیت اور اسلام کی حقیقت سے کماحقہ آشنا نہ تھے۔ تاہم پیراماؤنٹ چیف ہوجانے کے بعد اپنے باپ کی نیک شہرت کی وجہ سے وہ سارے علاقہ میں احمدی چیف ہی شمار ہوتے تھے اور خود بھی وہ اپنے آپ کو احمدی کہلاتے اور احمدیوں کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے تھے۔ نیز اپنے والد مرحوم کی طرح ہی وہ احمدی مبلغین کرام کا خیر مقدم مہمان نوازی اور ان سے تعاون کیا کرتے تھے۔ جس کی ایک وجہ ان کی والدہ مسمات زینب تقی کا مخلص احمدی ہونا بھی تھا۔ جو خاوند کی وفات کے بعد لمبا عرصہ زندہ رہیں۔ اور ایک نیک تہجد گزار خاتون تھیں

دریا پر چیف روپوش ہوگئے خاکسار ان دنوں چیف بائی کفرے کے بنگلے میں ہی مقیم تھا۔ ایک روز وہ شکار اور جنگل کی سیر کے لئے مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ ہمارے راستہ میں ایک دریا بھی آتا تھا جسے ہم نے (FERRY) کے ذریعہ عبور کرنا تھا۔ چنانچہ دریا پر پہنچ کر ہم سیڈوگن سے اتر پڑے۔ اور جب دیگر لکڑی کی تختہ نما فیری پر لاد دیا گیا۔ تو فیری چل پڑی۔ جسے پانچ چھ افراد تار کے ذریعہ کھینچ رہے تھے۔ میں چونکہ چیف بائی کفرے کے ساتھ ہی سوار تھا اسی لئے اچانک چیف کو فیری پر موجود نہ پاکر بہت پریشان ہوا حالانکہ دیگر سب ساتھی موجود تھے۔ چنانچہ پہلے تو میری آنکھیں چیف کو ادھر ادھر تلاش کرتی رہیں۔ مگر جب وہ مجھے کہیں بھی نظر نہ آئے۔ تو میں مزید متفکر ہوا حتی کہ میرے دل میں یہ بظاہر ناممکن خیال بھی آیا کہ کہیں پاؤں پھسلنے کی وجہ سے وہ اس بھرے دریا میں نہ گر گئے ہوں چنانچہ اپنے سے دو قدم پر کھڑے ایک احمدی بھائی سے میں نے بڑی گھبراہٹ کے عالم میں دریافت کیا کہ "چیف بائی کفرے کہاں ہیں"۔ تو انہوں نے مسکراتے ہوئے بڑی سرگوشی کے انداز میں مجھے جواب دیا کہ وہ قدیم رسمی عقیدے کے مطابق ڈنگی کی پچھلی جانب سیاہ چادر میں اپنا منہ سر لپیٹے کھڑے ہیں۔ تاکہ کہیں دریا کے پانی میں وہ اپنے چہرے کا عکس یا جھلک دیکھ کر اپنے ہی ہاتھوں اپنی ہلاکت نہ سہیڑ لیں۔ اور اس طرح یہ پہلا موقعہ تھا کہ مجھے اس علاقہ کے قبائل کی اس عجیب رسم یا عقیدے کا علم ہوا۔

یہ رسم ترک کرنے کی نصیحت چیف بائی کفرے چونکہ تعلیم یافتہ تھے۔ اور جنگ عظیم دوم کے دوران بطور فوجی کئی دور دراز ملکوں میں بھی رہ آئے تھے۔ اور اب ملک کے احمدی چیفوں میں شمار ہوتے تھے۔ اس لئے دریا عبور کرنے کے بعد میں نے بڑے بے تکلفانہ اور ذرا سختی کے انداز میں انہیں سمجھایا کہ یہ کیا فضول خلاف اسلام اور جاہلانہ رسم آپ لوگوں نے اختیار کر رکھی ہے۔ مہذب دنیا ایسی رسوم کی وجہ سے آپ کا مذاق اڑاتی ہے۔ کہنے لگے۔

"الحاجی صدیق! آپ کا کہنا بالکل بجا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ یہ رسم محض وہم اور جہالت پر مبنی ہے۔ اور مجھے اپنا چہرہ دیکھنے میں کوئی قباحت یا خطرہ نظر نہیں آتا۔ مگر کیا کیا جائے۔ میری ریاست کے جن لوگوں نے مجھے اپنا سربراہ اور چیف بنایا ہوا ہے۔ اور میرے پیچھے چل رہے ہیں وہ اب تک اسی قدیم عقیدے پر قائم ہیں۔ اس لئے مجھے بھی ہر قسم کے قبائلی امور میں فی الحال انہیں کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔ تاہم آہستہ آہستہ یہ سب غیر اسلامی رسمیں انشاء اللہ ختم ہوجائیں گی۔"

اب ایسی رسمیں ختم ہو رہی ہیں یاد رہے کہ یہ واقعہ اب سے تقریباً ۳۰، ۳۵ سال اُدھر کا ہے۔ اب ملکی آزادی مل جانے کے بعد سے سیرالیون کے حالات بڑی سرعت سے بدل رہے ہیں۔ اور ملک ہر لحاظ سے ترقی کر رہا ہے اور احمدیت کے پیش کردہ حقیقی اسلام کے ذریعہ اب اس قسم کے فرسودہ رسم و رواج اور مشرکانہ عقائد ختم ہوتے جارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی مبلغین کی بے لوث مساعی کے ذریعہ مہر محمدی کی کرنیں سیرالیون کے کونے کونے کو منور کرتی چلی جارہی ہیں۔ فالحمدللہ

ایک مثالی وقار عمل

جب ۱۹۴۷ء میں سیرالیون میں "بو" کے احمدیہ سنٹرل سکول کی عمارت مکمل ہوئی اور سکول اپنی کارکردگی کے لحاظ سے اس معیار تک پہنچ گیا کہ محکمہ تعلیم کے قواعد کے مطابق گورنمنٹ گرانٹ کا مستحق قرار پا سکے تو اس عاجز نے بطور جنرل منیجر احمدیہ سکولز ڈائریکٹر تعلیم کو درخواست بھیجی۔ کہ سکول کا معائنہ کر کے اسے گورنمنٹ گرانٹ یافتہ سکولوں میں شامل کیا جائے۔ ڈائریکٹر صاحب نے مجھے لکھا کہ ضلع کے انسپکٹر آف سکولز عنقریب سکول کے معائنہ کے لئے آرہے ہیں۔ ان کی رپورٹ کے رپورٹ کے بعد ہی گرانٹ کا فیصلہ ہوسکے گا

۲۰ ڈبل ڈیسکوں کی کمی لیکن معائنہ کی تاریخ سے تین روز قبل سکول کے ہیڈ ماسٹر نے مجھے اطلاع دی کہ طلباء کی تعداد کے لحاظ سے ان کے بیٹھنے کے لئے

سکول میں ابھی مجموعی طور پر ۲۰ بنچز ڈیسکوں کی کمی ہے جسے فوری طور پر پورا کیا جانا ضروری ہے۔ ورنہ ممکن ہے کہ فرنیچر کی کمی کی بناء پر انسپکٹر صاحب گرانٹ کی سفارش کرنے سے انکار کردیں۔ اتفاق سے ان دنوں مالی لحاظ سے اتنی جلدی اتنی تعداد میں ڈیسک بنانے ہمارے لئے ممکن نہ تھے۔ ربوہ شہر میں اس وقت اتنی جلدی یہ کام مکمل کردینے والا بڑھئی ملنا بھی محال تھا۔ تاہم یہ فوری ضرورت پوری کئے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔

ایک واقف زندگی کا ایثار

الغرض یہ عاجز پریشانی کے عالم میں اکیلا بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب کیا صورت کی جائے۔ کہ اچانک مکرم چوہدری احسان الٰہی صاحب جنجوعہ واقف زندگی کنیما KENEMA ڈویژن کی جماعتوں کے تبلیغی دورہ سے واپس "بو" پہنچ گئے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگے "آپ پریشان لگ رہے ہیں کیا بات ہے؟" میں نے پریشانی کی وجہ بتائی تو کہنے لگے ایک واقف زندگی کو ہرفن مولا ہونا چاہیئے۔ لوہے اور لکڑی کے کاموں کی خدا کے فضل سے مجھے بھی کچھ شدھ بدھ ہے۔ اور آپ بھی ابھی جوان ہیں۔ آیئے آپ میری مدد کریں اور ایک دو لڑکوں کو بھی ساتھ لگا لیں ہم مل کر دو تین روز میں سکول کے معائنہ سے پہلے پہلے مطلوبہ ڈیسک تیار کرلیں گے۔

میں نے ان کی بات کو مذاق سمجھ کر کہا "میں پریشان ہوں اور آپ کو مذاق کی سوجھ رہی ہے۔ یہ تو بڑھئی لوگوں کا کام ہے۔ آپ یونہی لکڑی ضائع کردیں گے سکول کے معیاری ڈیسک تیار کرنا کوئی آسان کام نہیں"۔

کہنے لگے "آپ اوزار اور اچھی لکڑی مہیا کردیں اگر صحیح اور قابل استعمال ڈیسک تیار نہ ہوسکے اور نقصان ہوگیا تو نقصان کی تلافی کا میں ذمہ وار ہونگا۔ میں نے یہاں یورپین اور امریکن عیسائی مبلغوں کو بڑی لگن اور محنت سے اپنے مشن کا عمارتی کام کرتے دیکھا ہے۔ اگر وہ اپنے مذہب کی خاطر ایسا دستی کام کرسکتے ہیں تو ہم احمدی واقف زندگی مبلغین کو ان سے زیادہ اچھا نمونہ پیش کرنا چاہیئے"۔

محترم جنجوعہ صاحب کے اس اظہار عزم و ایثار سے میری پریشانی اور میرے دل کا بوجھ ہلکا ہوگیا۔ میں نے کہا بہت اچھا آیئے ہم دونوں ہمت کرتے ہیں۔ پیشہ ورانہ کام (Skilled Labour) کے آپ ذمہ وار ہوں گے۔ اور عام مزدور (Unskilled Labour) کے طور پر میں خود آپ کے ساتھ کام کرونگا چنانچہ سکول کی نئی عمارت سے بچی ہوئی عمارتی لکڑی ہمارے پاس موجود تھی اور بہت سے پرانے ٹوٹے ہوئے ڈیسکوں کی پہلے سے تراشیدہ لکڑیاں بھی قابل استعمال ہمارے پاس پڑی تھیں۔ اوزار بھی حسب ضرورت سکول کے سٹور میں موجود تھے۔

اگلے روز صبح ہی ایک دو لڑکوں کو ساتھ ملا کر ہم دونوں نے کام شروع کردیا۔ اور متواتر کئی کئی گھنٹے تین روز تک ہم کام کرتے رہے۔ اور ہم نے خدا کے فضل اور اس کی مدد سے تین روز میں پندرہ صاف ستھرے معیاری ڈبل ڈیسک تیار کرکے ہیڈ ماسٹر صاحب کے حوالے کردیئے۔

چنانچہ مقررہ تاریخ پر ہمارے سکول کا باقاعدہ معائنہ ہوا جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ۷۵ فیصد بلڈنگ گرانٹ کے علاوہ وہاں کے دستور کے مطابق ہر ماہ کی تنخواہیں اور سکول کے سارے اخراجات صد فی صد ملنے لگ گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

درخواست دعا

میرا بیٹا عبدالرؤف سخت بیمار ہے۔ اور لاہور کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہے احباب اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

عبدالکریم آئرن سٹور گول بازار ربوہ

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ

اخبار الفضل

خود خرید کر پڑھے۔ (مینجر)

نقد و تبصرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبولِ احمدیت

- مصنف: مولانا حافظ عزیز الرحمٰن صاحب منگلا
- ناشر: مکتبہ سلطان القلم ربوہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نامور عالم مکرم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا نے اپنے قبولِ حق کے واقعات ۲۴ صفحات کی اس مختصر کتاب میں نہایت ایمان افروز رنگ میں بیان کئے ہیں۔ مکرم منگلا صاحب نے یہ حالات حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر لکھے تھے۔ اور بقول مولانا مرحوم

"مجھے مولوی عزیز الرحمٰن صاحب فاضل کی قبولِ احمدیت کی داستان بہت پسند ہے"۔

یہ کتاب بہتوں کی ہدایت کا موجب بن سکتی ہے۔ اور اس کی وسیع اشاعت کی ضرورت ہے۔ کتاب کے آخر میں مکرم مولانا منگلا صاحب نے اپنا کلام منظوم بھی درج کیا ہے۔ یہ کتاب نہایت خوبصورت کتابت اور طباعت سے آراستہ ہے۔ اور خوبصورت سفید کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔

مہدی موعود کے علمی خزانے حصہ دوم

- مرتب: قیوم شاہد • ناشر: قیوم اکیڈمی
- کتابی سائز صفحات ۳۲۸ • قیمت: ۱۵/- روپے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے اجمالی تعارف کے اس سلسلے میں یہ دوسری جلد ہے جس میں حضور علیہ السلام کی ۵۴ کتب کا تعارف شامل ہے۔ فاضل مرتب نے نہایت محنت، عرق ریزی اور جانکاہی سے ہر کتاب کا ممکنہ خلاصہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ صورت حال کی مزید وضاحت کے لئے ہر کتاب کے بارے میں مرتب کی طرف سے ایک نوٹ بھی شامل اشاعت ہے۔ اس کتاب کی ایک اضافی خوبی یہ ہے کہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے بارے میں موزوں اور مناسب تبصرے بھی شامل اشاعت کئے گئے ہیں۔ جس سے کسی کتاب کے حسن کو جانچنا اور آسان ہوگیا ہے۔ اور اس سے اصل کتب پڑھنے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ اس کتاب کی طباعت کا بنیادی مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی ایک جھلک دکھلا کر قاری کو اس خزانہ عظیمہ کے تفصیلی مطالعہ کی طرف راغب کرنا ہے۔ اس لحاظ سے یہ مقصد انتہائی نیک ہے۔ اور قابل مبارکباد ہے۔ اور نوجوان طبقہ میں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کا شوق دوبالا کرنے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ایک باب کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے مثال علم کلام کے بارے میں خلفائے سلسلہ کی تحریرات کا ایک انتخاب بھی پیش کیا گیا ہے۔ ہر ماہ ایک کتاب کا امتحان دینے والے خدام کے لئے بھی کتاب راہ نما ثابت ہوسکتی ہے۔ کتاب میں اگر طباعت کی غلطیاں کم ہوتیں تو اس کا تاثر اور زیادہ بہتر ہوتا۔

خدا کی لعنت سے ڈرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہوجاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کرسکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے"۔

(کشتی نوح صفحہ ۲۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

آج سے ۴۱ سال پہلے ——۲۱ر جولائی ۱۹۳۸ء

آکسفورڈ یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد صاحبزادہ مرزا ناصر احمد کی واپسی

"آپ نے ہمارے سامنے ایک سچّے احمدی کا نمونہ پیش کیا" جماعت احمدیہ برطانیہ کا الوداعی ایڈریس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک موعود نافلہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کو ان کے عظیم المرتبت اولوالعزم والد حضرت فضل عمر مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے انگلستان بھیجا جہاں پر آپ نے دنیا کی اعلیٰ ترین یونیورسٹی سے آنرز کا امتحان پاس کیا اور آج سے ۴۱ سال پہلے ۲۱ر جولائی ۱۹۳۸ء کو قریباً ۴ سال گزارنے کے بعد واپس عازم قادیان ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھرپور جوانی کے ایام میں طالب علمی کا دور برطانیہ کے سراسر مادی ماحول میں کس طرح گزارا وہ ایک تاریخی مثال ہے جو کہ ہر احمدی نوجوان کے سامنے بطور مشعل راہ رہنی چاہیے۔ خصوصاً ایسے مشرقی نوجوانوں کے لئے جو یورپ اور برطانیہ میں تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں اور واپسی پر ان کی عقلیں تو حبط ہوتی ہی ہیں ان کی شکلیں بھی نہیں پہچانی جاتیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی جوانی کا یہ عالم کس پاکیزگی سے گزارا اس کی ادنیٰ سی جھلک اس الوداعی ایڈریس میں ملتی ہے جو کہ جماعت احمدیہ برطانیہ نے آپ کی واپسی پر آپ کی خدمت میں ایک الوداعی ضیافت میں پیش کیا۔ یہ ایڈریس جناب محمد حارث نے پڑھا۔ اس ایڈریس کی عبارت اس قابل ہے کہ اس کو من وعن نقل کیا جائے۔ اس میں تحریر تھا:۔

مخلصانہ ایڈریس

حضرت مرزا ناصر احمد۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ رنج واندوہ اور مسرت وانبساط کے مشترکہ جذبات کے ساتھ ہم ممبران جماعت احمدیہ برطانیہ آپ کی ہندوستان کو روانگی کے موقع پر آپ کی خدمت میں الوداعی ایڈریس پیش کرتے ہیں۔ یہ موقعہ ہمارے لئے اس وجہ سے موجب خوشی ہے کہ آپ جس مقصد کے حصول کے لئے یہاں آئے تھے اسے حاصل کرنے کے بعد کامیاب وکامران اپنے وطن واپس جارہے ہیں۔ آپ یہاں اس لئے آئے تھے کہ مغرب کے بہترین دماغوں کے خیالات و افکار کا براہ راست علم حاصل کریں اور برطانیہ کی اوّل درجہ کی یونیورسٹیوں میں سے ایک میں چار سال تک مطالعہ کرکے اس مقصد کے حصول کے لئے آپ نے اس موقعہ سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے جہاں آپ کو مغرب کے فضلاء کے ساتھ براہ راست میل جول کے مواقع اکثر ملتے رہے ہیں

تعلیمی ترقّی

لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپ نے اپنے مطالعہ کو یونیورسٹی تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ دوسرے ممالک اور مغرب کے دوسرے تعلیمی مراکز کی سیاحت کا جو بھی موقع آپ کو ملا اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر اپنے دامنِ علم کو مالا مال کرنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح آپ نے مغرب کے سوشل، پولیٹیکل، اقتصادی اور مذہبی سوالات کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ مغربی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے متعلق آپ نے جو وسیع معلومات حاصل کی ہیں اور مغربی اقوام کے کیریکٹر کے متعلق جو وسعت نظر آپ نے پیدا کی ہے اور ان کی مجالس وغیرہ کے متعلق جو عمدہ واقفیت بہم پہنچائی ہے وہ ہمیں یقین ہے کہ ان عظیم الشان فرائض کی بجا آوری میں آپ کے لئے بہت ممدّ ومعاون ہوگی جو مستقبل قریب میں آپ کے سپرد ہونے والے ہیں۔

جرمن زبان کا مطالعہ

علاوہ ازیں اس موقعہ سے آپ نے ایک اور فائدہ بھی اٹھایا ہے یعنی انگریزی میں پرافیشنسی حاصل کرنے کے علاوہ آپ نے یورپ میں ایک اور اہم زبان یعنی جرمن کا بھی خاص طور پر مطالعہ کیا ہے جو نہ صرف آپ کی معلومات میں مغرب کے بڑے بڑے لیڈروں کے آراء وافکار کے اضافہ کا موجب ہوگی بلکہ آپ کو ان لوگوں سے ان کی اپنی زبان میں اپیل کرنے کے قابل بنا دے گی۔

وقت کا صحیح استعمال

ہمیں یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے یہاں قیام کے دوران میں اپنے وقت کا صحیح استعمال کیا ہے اور دورِ حاضرہ کی تمام دنیا کے رہنما حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک قابلِ قدر فرزند کی حیثیت سے آپ کے سامنے جو عظیم الشان کام ہے اس کے لئے بخوبی تیار ہوکر واپس جارہے ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ آپ یہاں کسی نئی صداقت کی تلاش میں نہیں آئے تھے بلکہ اس غرض سے مغرب کا مطالعہ کرنے آئے تھے تاکہ ان لوگوں کو صداقت کے سرچشمہ کی طرف لانے کے طریق اور ذرائع معلوم کرسکیں۔ ہم یورپ میں آپ کی آمد کو یہاں کے لوگوں کے لئے ایک نیک فال سمجھتے ہیں۔ ان ممالک میں آپ کی آمد بتاتی ہے کہ مغربی اقوام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر مقدر ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی بھلائی چاہتا ہے اور اس لئے اس نے اپنے مقدّس مامور کے موعود فرزندوں میں سے ایک کو ان لوگوں کی برائیوں اور ان کے عوارض کے مطالعہ کے لئے بھیجا تا جب موقعہ آئے تو وہ ان کے لئے صحیح علاج تجویز کرسکے۔

سچّے احمدی کا نمونہ

آپ کی یہاں آمد سے ایک اور بڑا فائدہ یہ ہوا ہے کہ آپ نے ہمارے سامنے ایک سچّے احمدی کا نمونہ پیش کیا ہے۔ ہم میں سے جن کو احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضور کے بلند مرتبت بیٹے یعنی جماعت کے موجودہ امام کو دیکھنے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی آپ نے ان کے سامنے ایک ایسا نمونہ رکھ دیا ہے کہ جس سے وہ اصل کا صحیح تصوّر کرسکتے ہیں۔

جُدائی کا صدمہ

اب کہ آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں ہمیں آپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہوگا کیونکہ اب ہم اس وجود کو جو ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت تھی اپنے درمیان نہ پائیں گے۔ آپ کی محبت آمیز یاد ہمارے دلوں میں تازہ رہے گی اور اگر ہم آپ کے کیریکٹر کے نہایت نمایاں خوبصورت خدوخال کی نقل کرنے میں کامیاب ہوسکیں تو اسے اپنی خوش بختی سمجھیں گے۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ آپ کچھ عرصہ ہم میں رہے اور یقین رکھتے ہیں کہ اس سے آپ کو جماعت احمدیہ کے برطانوی حلقے کے ساتھ خاص دلچسپی پیدا ہوگئی ہوگی۔ اور اس وجہ سے ہمیشہ اس کی خیر خواہی کا آپ کو خیال رہے گا اور اس کی روحانی ترقی کے لئے آپ ہمیشہ دعا فرماتے رہیں گے۔ اگر مغرب اس وجہ سے خوش قسمت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پوتا ایک لمبے عرصے تک وہاں رہا تو گریٹ برٹین کو اس سے بیّن خصوصیت حاصل ہے۔

دُعا

اب جبکہ آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں ہم غمگین مگر پُرخلوص قلوب کے ساتھ آپ کو الوداع کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں آپ کو اسلام کی تاریخ میں زریں اور نمایاں خدمات کی توفیق دے

ہم ہیں آپ کے مخلص
ممبران جماعت احمدیہ گریٹ برٹین
(تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۴۹۳)

حضرت صاحبزادہ صاحب کو ۲۱ر جولائی ۱۹۳۸ء کو دن کے گیارہ بجے وکٹوریہ اسٹیشن لندن سے جماعت کے احباب نے رخصت کیا جہاں سے آپ قاہرہ تشریف لے گئے اور مصر میں قریباً تین ماہ قیام کرنے کے بعد ۷ر نومبر ۱۹۳۸ء کو ساحل بمبئی پر پہنچ گئے۔

(مرتّبہ: یوسف سہیل شوق۔ ربوہ)

زعماء کرام انصار اللہ

سالِ رواں کے بجٹ کے مقابل تدریجی وصولی کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء
(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مُطالعہ کتب

ماہ جولائی میں خدام کے مطالعہ کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "الوصیت" اور ماہ اگست میں مطالعہ کے لئے "انفاخِ قدسیہ" مقرر ہے۔ خدام ان ہر دو کتب کا مطالعہ کریں۔

مہتمم تعلیم
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

آج سے ۳۲ سال پہلے ــ ۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء

مسلم لیگ کی ہدایت پر باؤنڈری کمیشن کے سامنے جماعت احمدیہ کا موقف

قادیان اور ملحقہ علاقوں کو پاکستان میں شامل کرانے کی زبردست کوششیں!

باؤنڈری کمیشن کی کارروائی سننے کیلئے حضرت مصلح موعود کی بنفس نفیس تشریف آوری

برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے لئے برطانوی وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ۳ جون ۱۹۴۷ء کا جو تاریخی اعلان کیا تھا اس کے مطابق پنجاب کو مسلم اور غیر مسلم اکثریتی علاقوں میں تقسیم کیا جانا تھا۔ اس تقسیم کی حدبندی کرنے کے لئے برطانوی حکومت نے ایک انگریز بیرسٹر مسٹر سیرل ریڈ کلف کی سرکردگی میں ایک کمیشن مقرر کیا تھا جس میں پنجاب کے لئے چار ارکان کے ناموں کا اعلان کیا گیا ان میں جسٹس دین محمد، جسٹس محمد منیر، جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ مقرر کئے گئے تھے۔

اس کمیشن کے سامنے جماعت احمدیہ نے بھی اپنا محضر نامہ پیش کیا جس کا مقصد قادیان کو پاکستان میں شامل کرانے کی کوشش کرنا تھا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء کی صبح بذریعہ ریل گاڑی باؤنڈری کمیشن کی کارروائی بنفس نفیس ملاحظہ فرمانے کے لئے قادیان سے لاہور تشریف لے گئے اور آپ نے کمیشن کا اجلاس ختم ہونے یعنی ۳۱ جولائی تک یہ ساری بحث بچشم خود ملاحظہ کی اور جماعت احمدیہ اور مسلم لیگ کے وکلاء کو ٹھوس مشوروں سے نوازا اور ان کی رہنمائی کی۔

تاریخ احمدیت جلد دہم کی فصل ہشتم صفحہ ۳۸۱ میں پاکستان میں شمولیت کی اس آئینی جدوجہد پر بڑی تفصیل اور شرح و بسط سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

باؤنڈری کمیشن کے سامنے جماعت احمدیہ کا محضر نامہ پیش کرنے کا خیال اس طرح آیا کہ کمیشن کی تشکیل پر تجویز کی گئی کہ جتنے زیادہ محضر نامے مسلمانوں کی طرف سے پیش کئے جا سکیں بہتر ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ سے بھی کہا گیا کہ وہ علیحدہ میمورنڈم پیش کرے چنانچہ جماعت احمدیہ اور اس کے علاوہ مسلم لیگ گورداسپور نے بھی اپنا علیحدہ محضر نامہ پیش کیا لیکن اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ اصل فریق مسلم لیگ اور کانگرس ہیں اس لئے اپنا کیس پیش کرنے کا وقت صرف انہی کو دیا جانا چاہئے۔

اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے علیحدہ محضر نامہ پیش کرنے کا خیال ترک کر دیا لیکن بعد میں جب کانگرس نے اپنے وقت میں سے کچھ حصہ اچھوتوں اور سکھوں کو بھی دے دیا تو مسلم لیگ نے اس خیال سے کہ شاید اس کا تقسیم ملک پر کچھ اثر ہو دوبارہ تجویز کیا کہ وہ بھی چند محضر نامے پیش کرا دے۔ چنانچہ اس نے اپنے وقت میں احمدیوں اور عیسائیوں کو علیحدہ میمورنڈم پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بعد ازاں ۱۹۵۰ء کے جلسہ سالانہ پہ بڑی شرح و بسط سے یہ واقعہ بیان فرمایا۔ اور بتایا کہ مسلم لیگ کی طرف سے ہم کو علیحدہ علیحدہ میمورنڈم پیش کرنے کی جو اجازت دی گئی تھی اس واقعے کے گواہ نواب افتخار حسین صاحب ممدوٹ، خواجہ عبدالرحیم صاحب کمشنر، چوہدری اکبر علی صاحب ... اور دیگر مسلم لیگی کارکن ہیں۔ (الفضل ۲ جنوری ۱۹۵۱ء)

جماعت احمدیہ کو جن مختلف وجوہ کی بناء پر مسلم لیگ نے یہ میمورنڈم پیش کرنے کی اجازت دی تھی اس کا ایک پس منظر یہ بھی تھا کہ کانگرس نواز علماء خصوصاً ۱۹۴۵/۴۶ء کے انتخابات کے بعد سے جن میں جماعت احمدیہ نے مسلم لیگ کی ڈٹ کر حمایت کی تھی، یہ پروپیگنڈہ کر رہے تھے کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں اور یقینی طور پر یہ خدشہ تھا کہ ہندو یا سکھ اپنی بحث کے دوران یہ سوال اٹھائیں گے کہ احمدی چونکہ مسلمان نہیں ہیں اس لئے ضلع گورداسپور کی مردم شماری میں سے ان کو مسلمانوں میں سے خارج کر دیا جائے اس طرح گورداسپور کا علاقہ ہندوستان میں شامل کرنے کی معقول بنیاد فراہم ہو جاتی۔ اس پیچیدگی سے بچنے کے لئے مسلم لیگ یہ چاہتی تھی کہ جماعت احمدیہ ضرور اپنا محضر نامہ پیش کرے تاکہ حدبندی کمیشن پر یہ بات واضح کر دی جائے کہ یہ لوگ پاکستان ہی میں شامل ہونا چاہتے ہیں

جماعت احمدیہ کی زبردست تیاری

اس محضر نامے کی تیاری میں کیا کیا پاپڑ بیلے گئے اس کا مختصر سا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ نہایت ہی مختصر وقت میں جماعت احمدیہ نے لندن کے سکول آف اکنامکس کے ماہر جغرافیہ دان ڈاکٹر او ایچ کے سپیٹ کو بھاری اخراجات پر قادیان بلایا۔ اس کے علاوہ امریکہ اور برطانیہ سے حدبندی کے بارے میں بین الاقوامی معاہدات کا لٹریچر بھی منگوایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی خداداد فراست اور ذہانت سے معاملے کی گہرائی کو بہت پہلے بھانپ لیا اور محضر نامے کی ابتدائی تیاری کے لئے "قیام امن و صلح" کے نام سے ایک دفتر بھی قائم فرما دیا۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)، حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد، حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور متعدد دیگر بزرگ قادیان کو پاکستان میں شامل کرانے کی اس سرتوڑ کوشش میں آئینی جنگ کے محاذ پر حدبندی کمیشن کے آخری اجلاس ۳۱ جولائی ۱۹۴۷ء تک ڈٹے رہے۔

۱۸ جولائی کو مختلف جماعتوں کی طرف سے محضر نامے پیش کرنے کی آخری تاریخ تھی۔ چنانچہ جماعت احمدیہ سمیت سب جماعتوں نے اپنے اپنے موقف تحریری طور پر پیش کر دیئے۔ دو دن کے بعد کمیشن کی کارروائی شروع ہوئی اور ۲۲ جولائی سے حضرت المصلح الموعود (رضی اللہ عنہ) اس کمیشن کی کارروائی خود ملاحظہ کرنے کیلئے تشریف لے آئے

۲۵ جولائی کو جماعت احمدیہ کے نمائندے مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ جو کہ بعد میں لاہور ہائی کورٹ کے جج بھی مقرر ہوئے کمیشن کے سامنے پیش ہوئے اور ۲۵-۲۶ جولائی کے دو دنوں میں نہایت فاضلانہ بحث کر کے جماعت احمدیہ کا موقف ثابت کیا۔ مکرم شیخ صاحب نے جو بحث کی اس کے بعض اقتباسات تاریخ احمدیت کے حوالے سے پیش خدمت ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

"میں اپنے بیان اور دلائل کو صرف اس معین معاملے تک محدود رکھنا چاہتا ہوں کہ قادیان کو جو کہ جماعت احمدیہ کا مرکز ہے، مغربی پنجاب میں شامل کیا جائے ... میں بڑے ادب کے ساتھ یہ بنیادی اور مرکزی اصول آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ "آبادی کی اکثریت" ہی دراصل وہ بنیاد ہے جس پر حدود کی تعیین منحصر ہے ... اور اسی بنیادی اصول کو میں اپنے اس دعویٰ کی بنیاد قرار دیتا ہوں کہ قادیان کو مغربی پنجاب میں شامل کیا جائے۔

سب سے پہلی بات جس سے اس دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ قادیان اس علاقے میں شامل ہے جو مسلم آبادی کی اکثریت والا علاقہ ہے اور جس کی سرحدیں مغربی پنجاب کے اصل علاقے سے ملتی ہیں .... قادیان جغرافیائی طور پر بہر صورت اسی مسلم اکثریت والے علاقے میں ہی واقع ہے۔ میں تو کہوں گا کہ اور سب باتوں کو جانے دیجئے صرف یہی دلیل کہ قادیان اس علاقے میں شامل ہے جو مسلم آبادی کی اکثریت والا علاقہ ہے اور جس کی سرحدیں اس علاقے کے ساتھ بالکل متصل ہیں جو مغربی پنجاب کا اصل علاقہ ہے، یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ قادیان کو مغربی پنجاب کے ساتھ شامل ہونا چاہیئے"

شیخ صاحب نے اپنی بحث میں بتایا کہ اس وقت جماعت احمدیہ کی برصغیر میں کل ۷۴۵ شاخیں قائم ہیں اور ان میں سے ۵۴۷ پاکستان میں واقع ہیں۔ ان جماعتوں کا مرکز قادیان ہے جہاں ہر جماعت کے مرکزی دفاتر ہیں۔ جماعت کا مالی نظام قائم ہے اور یہ احباب جماعت احمدیہ کا جن کی بھاری اکثریت مجوزہ پاکستان میں رہتی ہے، روحانی مرکز ہے اس لئے اس علاقے کو پاکستان میں شامل کیا جائے۔

شیخ صاحب کی یہ بحث ہر لحاظ سے مسکت دلائل و براہین کا ایک ایسا مجموعہ تھی جس کا جواب دینا نہ صرف اس وقت بلکہ آج بھی ناممکن ہے مگر انگریزوں نے ہندوؤں اور سکھوں سے گٹھ جوڑ کر کے تقسیم ملک سے صرف چند دن قبل یہ ظالمانہ اعلان کیا کہ قادیان بھارت کا حصہ ہوگا

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور یوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "داغ ہجرت" کا الہام پورا ہوا۔

(مرتب: یوسف سہیل شوق - ربوہ)

> "میں جماعت کو بدقسمت سمجھوں گا اگر وہ اپنی تاریخ سے ناواقف ہو جائے" (المصلح الموعودؓ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر ۲۴۱۹۳

مَیں ملک عبدالرحمٰن ولد ملک عمرالدین صاحب قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۴۰ء ساکن کراچی ضلع کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۳/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:-

مکان رہائشی واقع موضع سمبڑیال ضلع سیالکوٹ -/۱۰،۰۰۰ روپے۔

مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اِس وقت مجھے مبلغ -/۵۰۰ روپے ماہوار آمد بصورت ملازمت ہے مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصّہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

مَیں اقرار قانونی اور شرعی کرتا ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

العبد عبدالرحمٰن ملک

گواہ شد صغیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

گواہ شد قاضی غلام یحییٰ کارکن شعبہ وصایا C/O احمدیہ ہال کراچی۔

مسل نمبر ۲۴۱۹۴

مَیں مومنہ بیگم بیوہ سید عبدالرحمٰن مرحوم قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۶۴ سال بیعت پیدائشی ساکن ناظم آباد شمالی ضلع کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ ۴/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:-

۱۔ حق مہر -/۱،۰۰۰ روپے

۲۔ زیور طلائی ایک جوڑا کانٹا وزن ½ تولہ -/۵۰۰ روپے۔

مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

مَیں اقرار قانونی اور شرعی کرتی ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

الامۃ مومنہ بیگم

گواہ شد قاضی غلام یحییٰ ولد قاضی سید احمد صاحب C/O احمدیہ ہال میگزین لین کراچی۔

گواہ شد محمد نسیم احمد ولد نصیر الدین صاحب 137/A ناظم آباد شمالی۔

مسل نمبر ۲۴۱۹۵

مَیں امۃ الجمیل سیدہ راشدہ بیگم زوجہ محمد نسیم احمد صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۲۹ سال بیعت پیدائشی ساکن ناظم آباد شمالی ضلع کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ ۴/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:-

۱۔ حق مہر (بذمہ خاوند) -/۱۰،۰۰۰ روپے۔

۲۔ دو عدد سلائی مشین -/۱،۰۰۰ روپے۔

۳۔ زیور طلائی ۱½ تولہ -/۱،۵۰۰ روپے۔

مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اِس وقت مجھے مبلغ -/۳۰ روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

مَیں اقرار قانونی اور شرعی کرتی ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

الامۃ امۃ الجمیل سیدہ راشدہ بیگم 137/A بلاک A ناظم آباد شمالی کراچی۔

گواہ شد قاضی غلام یحییٰ ولد قاضی سید احمد صاحب۔ C/O احمدیہ ہال میگزین لین کراچی۔

گواہ شد محمد نسیم احمد (خاوند موصیہ)

مسل نمبر ۲۴۱۹۶

مَیں محمد لطیف بٹ ولد امام الدین صاحب بٹ قوم کشمیری پیشہ تجارت عمر ۴۰ سال بیعت ۲۷ دسمبر ۱۹۷۳ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱ ۶/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:-

۱۔ ایک عدد پختہ مکان رہائشی بارہ مرلہ واقع دارالعلوم ملحق -/۵۰،۰۰۰ روپے۔

۲۔ ایک سکنی پلاٹ پانچ مرلہ واقع گنڈا سنگھ والا فیصل آباد مالیتی -/۴،۷۵۰ روپے۔

۳۔ مال تجارت جو اس وقت دکان میں موجود ہے -/۲۰،۰۰۰ روپے

قرض جو اس وقت دینا ہے -/۳۰،۰۰۰ روپے۔

اصل جائیداد موجودہ -/۴۴،۷۵۰ روپے۔

مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اِس وقت مجھے مبلغ -/۵۰۰ روپے ماہوار آمد بصورت تجارت ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

مَیں اقرار قانونی اور شرعی کرتا ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

العبد محمد لطیف بٹ

گواہ شد عمر امجد صدر موصیان وصیت نمبر ۱۰۹۶۹۔ دارالعلوم غربی ربوہ۔

گواہ شد محمد سلیم زعیم انصار اللہ دارالعلوم غربی ربوہ۔

قائدین خدام الاحمدیہ کی فوری توجہ کے لئے

مرکزی سالانہ امتحانات برائے خدام و اطفال کے حل شدہ پرچہ جات فوری طور پر واپس مرکز میں بھجوا دیں۔

مہتمم تعلیم

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

۲۷ امریکی سائنسدانوں کا مشترکہ فیصلہ، کفنِ مسیح جعلی نہیں ہے!

امریکہ کے سب سے زیادہ چھپنے والے اخبار "نیشنل انکوائرر" کا ڈرامائی انکشاف

امریکہ کے سب سے زیادہ اشاعت رکھنے والے اخبار "نیشنل انکوائرر" نے اپنی ۱۹؍جون ۱۹۷۹ء کی اشاعت میں بقول خود یہ ڈرامائی انکشاف کیا ہے کہ امریکہ کے ۲۷ چوٹی کے سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اٹلی کے شہر تورین میں ملنے والا یسوع مسیح کا مقدس کفن کوئی جعلی کپڑا نہیں ہے۔ یہ سائنسدان صرف اس کپڑے کی اصلیت کے بارے میں تحقیق کر رہے ہیں۔ ایک علیحدہ سائنسی تحقیق کے نتیجے میں یہ بات پہلے ہی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مسیح علیہ السلام کو جب اس کپڑے میں لپیٹا گیا تھا تو آپ زندہ تھے۔

اخبار مذکور کے نمائندہ پابلو ایف فینجویز (BABLO F. FENJVES) نے تحریر کیا ہے کہ تورین کا مقدس کفن — جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں یسوع مسیح کو کفنایا گیا تھا — تقریباً یقینی طور پر قابل اعتبار ہے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ یہ ہے وہ ڈرامائی اعلان جو کہ امریکہ کے ۲۷ بلیو ربن (BLUE RIBBON) سائنسدانوں کی ایک ٹیم نے کیا ہے جنہوں نے اس خلائی دَور کی جدید ترین فنی مہارت سے اس کفن پر وسیع پیمانے پر باریکی سے تحقیق کی ہے۔ یہ کفن اٹلی کے شہر تورین کے ایک گرجا گھر میں نمائش کیلئے رکھا گیا تھا۔ "نیشنل انکوائرر" نے لکھا ہے کہ اگرچہ ان سائنسدانوں نے ابھی تک اپنی تحقیقات کی سرکاری رپورٹ جاری نہیں کی تاہم انکوائرر کو پتہ چلا ہے کہ اس کفن نے تقریباً یقینی طور پر یسوع مسیح کے جسم کو ڈھانپا تھا۔

"مجھے کسی قسم کے شک و شبہ کے بغیر یہ پختہ یقین ہے کہ یہ وہی کفن ہے جس نے یسوع مسیح کو ڈھانپا تھا"

یہ اعلان مسٹر کینیتھ سٹیونسن نے کیا ہے جو کہ سائنسدانوں کی اس ٹیم کے ترجمان ہیں اور خود آئی بی ایم کے کمپیوٹر کے ایک ماہر ہیں۔ انہوں نے کہا:-

"آج کے دن تک ہمیں جتنی شہادتیں ملی ہیں وہ ہمارے اس نقطۂ نظر کی تائید کرتی ہیں"

سائنسدانوں کی ٹیم کے ایک رکن ریمنڈ روجرز جو کہ نیومیکسیکو کی لاس ایلاموس سائنٹفک لیبارٹری کے کیمسٹ ہیں، نے کہا ہے ان کے ہمراہ تحقیق کرنے والے بعض ساتھی سائنسدان "اس پختہ یقین پر پہنچ گئے ہیں کہ یہ کفن اصلی ہے۔"

یہ سائنسدان جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں یہ وہ افراد ہیں جن کے سپرد یہ کام ہوا تھا کہ — یہ ثابت کریں کہ یہ کفن ایک جعلسازی اور ڈھکوسلے کے سوا کچھ نہیں — اور اب یہ اس یقین پر پہنچ گئے ہیں کہ یہ اصلی ہے، یہ صحیح اور قابلِ اعتبار ہے۔

وہ چیز جس پر سائنسدانوں نے بڑا دقیق غور و فکر کیا اور گزشتہ اکتوبر سے اب تک تجربات کرتے رہے، یہ ایک سادہ سا کفن ہے جس کی لمبائی ۱۴ فٹ تین انچ اور چوڑائی تین فٹ سات انچ ہے۔ اس میں پانچ فٹ ساڑھے دس انچ لمبے ایک شخص کی شبیہہ سے لے کر اس کی کلائیوں، پیروں اور سر پر زخم کے نشانات بھی صاف نظر آتے ہیں۔

سائنسی ٹیم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ:-

- کفن میں تقریباً یقینی طور پر مسیح کا بے جان جسم تھا۔
- جسم کے خراب ہونے کے کوئی آثار نہیں ہیں۔
- کپڑے کی بُنائی اور ہیئت وہی ہے جو کہ مسیح کے وقت میں مشرق وسطی میں عام طور پر پایا جاتا تھا۔
- جسمانی ساخت کے اعتبار سے، چھوٹی سے چھوٹی تفصیل تک شبیہہ بالکل مکمل ہے۔
- یہ شبیہہ اس کفن پر نہ تو پینٹ کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کسی طرح نقش کی جا سکتی ہے۔

نقوش اور دھبوں کا کیمیائی تجزیہ، جسم پر گزرنے والی کیفیات کی طبی جانچ پڑتال، جسمانی ساخت کی تفاصیل کے بارے میں طبی آراء، کپڑے کے ریشوں کا خوردبینی معائنہ، کپڑے میں پائے جانے والے بعض مواد کی جغرافیائی جانچ پڑتال، اور لیبارٹری میں درجہ حرارت کو کنٹرول کرنے کے ذریعے مختلف ٹیسٹ یہ سب ان جانگسل تجربات کی ایک ہلکی سی جھلک ہے جو کہ کفن پر کئے گئے ہیں اور جن کے ذریعے سے یہ سائنسی نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔

مسٹر روجرز نے کہا ہے کہ جب مجھے پہلی دفعہ اس کفن کے بارے میں بتایا گیا تو میں سو میں سے ایک چانس دے سکتا تھا کہ شاید یہ کوئی جعلی کفن ہو۔ لیکن اب یہ کہنا بہت ہی مشکل ہے کہ یہ جعلی طور پر کیسے بنا ہوا ہو سکتا ہے۔"

"یہ ایک انوکھی چیز ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس قسم کی کوئی اور چیز نہ ہوگی۔"

سائنسدانوں کے اس گروہ میں جو کہ اپنے طور پر اس پروجیکٹ کے لئے جمع ہوئے ہیں اور جنکی منظوری ویٹیکن نے بھی دی ہے اس میں امریکی ائیر فورس اکیڈیمی کے پروفیسر، لاس ایلموس سائنٹفک لیبارٹری کے متعدد سائنسدان اور جیٹ پروپلشن لیبارٹری پسیاڈینا، سانتا باربرا ریسرچ سنٹر اور نیوکلیئر ٹیکنالوجی کارپوریشن کے ماہرین شامل ہیں۔

قارئین کرام! "نیشنل انکوائرر" کے مضمون نگار نے سائنسی نتائج میں ایک جگہ مسیح کے جسم کو "بے جان جسم" قرار دیا ہے واضح رہے کہ سائنسدانوں کی یہ ٹیم صرف کفن کے اصلی یا جعلی ہونے پر تحقیقات کر رہی ہے اور بے جان کا لفظ سائنسی تحقیق کا نتیجہ نہیں بلکہ مصنّف کے قلم کی روانی کا نتیجہ ہے۔ اس کفن میں مسیح زندہ تھے یا مُردہ، اس پر علیحدہ متعدد تحقیقات ہو چکی ہیں اور کئی کتب لکھی جا چکی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ جس وقت مسیح کو صلیب سے اُتار کر اس کفن میں لپیٹا گیا وہ اس وقت زندہ تھے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اُن کے زخموں سے خون رِس رہا تھا۔ اور انہیں صلیب سے اُتارنے کے بعد ایک یہودی سپاہی نے ان کے پہلو میں جو نیزہ مارا تھا اس سے بھی خون اور پانی نکلا تھا جو کہ اس کفن میں جذب ہوا تھا۔ یہ ساری علامات بتاتی ہیں کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ صلیب سے زندہ اُتر آئے تھے اور آیتِ قرآنی کے مطابق اُنکی حالت مشتبہ (یعنی مُردہ نہیں مُردہ کے مشابہ) بنا دی گئی تھی۔ ان تحقیقات سے خوفزدہ ہو کر عیسائیوں نے یہ پروپیگنڈا شروع کیا تھا کہ یہ کفن جعلی ہے اور اس پر بننے والی شبیہہ کسی مصوّر کی صنّاعی کا نتیجہ ہے۔ جدید تحقیقات اس کفن کو صحیح ثابت کر کے مسیح کی حیات کے عقیدے کو سائنسی طور پر ثابت کر رہی ہیں ؛

اخبارِ احمدیہ (بقیہ صفحہ اول)

اس ماہ میں تلاوتِ قرآن کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ آپ نے احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان فرمایا کہ امسال ماہِ رمضان میں قرآن کریم کے درس کے لئے گرمی کی شدت کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے درخواست کی گئی تھی کہ حضور اجازت عطا فرمائیں کہ اس سال یہ درس نماز ظہر کی بجائے نماز عصر کے بعد ہوا کرے۔ چنانچہ حضور نے یہ استدعا اس شرط کے ساتھ منظور فرمائی ہے کہ یہ درس افطار سے بیس منٹ قبل ختم کر دیا جائے گا۔

چنانچہ مولانا نے فرمایا کہ یہ درس اس سال مسجد مبارک میں نماز عصر کے بعد ہوا کریگا احباب کرام کو چاہئیے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں درسِ قرآن میں شامل ہو کر قرآنی فیوض و برکات حاصل کریں ؛

فون دفتر ۵۰۸ — **مکان برائے فروخت !!** — فون رہائش ۳۰۵

ایک عدد مکان جدید تعمیر رقبہ دس مرلہ۔ پانی۔ سوئی گیس۔ بجلی۔ تین کمرے۔ سٹور۔ باورچی خانہ۔ برآمدہ دار الرحمت شرقی میں نہایت موزوں قیمت پر برائے فروخت ہے۔ رجوع فرمائیں۔

بلال اسٹیٹس رجسٹرڈ پراپرٹی ڈیلرز۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah